پاکستان کا تصور ریاست مدینہ: بانیان پاکستان کے افکار و نظریات کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

Conception of Pakistan State of Medina: An Analytical Study in the Light of the Thoughts and Ideas of the Founders of Pakistan

MUHAMMAD HANIF
M.Phil Scholar, Dept. of Humanities & Social Science, Khawaja Fareed University of Engineering and Information Techonology, Rahim Yar Khan.

Dr.MUHAMMAD SHAHID HABIB.
Assistant Professor, Dept. of Humanities & Social Science, Khawaja Fareed University of Engineering and Information Techonology, Rahim Yar Khan.

Abstract
Tehreek Pakistan is a subject which has many aspects and corners and each intellectual aspect has its own history and importance. Due to the involvement of Muslim League and Tehreek Pakistan, the services of scholars are especially commendable. Apart from this, the journalism of Maulana Muhammad Ali and the poetry of Allama Muhammad Iqbal also contributed to the awareness of the Muslim nation and the efforts of Tehreek Pakistan. Played a very prominent role. The idea of achieving a separate state among the Muslims of the subcontinent was first presented by the painter of Pakistan Allama Muhammad Iqbal and it was brought to completion by the founder of Pakistan Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah. Even after the establishment of Pakistan, some elites in Pakistan continued to struggle for the dream of making Pakistan an Islamic welfare state. When the opportunity came for practical struggle to make Pakistan the realization of their dreams, they played an active role.

Keywords: Tehreek Pakistan, Muslims, Islamic, Welfare state.

بانیان پاکستان اور اسلامی ریاست کا تصور:

بر صغیر پاک وہند میں مسلمان اور ہندو سالہا سال سے اکٹھے رہنے کے باوجود الگ الگ تہذیب وثقافت قائم کئے ہوئے تھے۔ہندو کلچر اور اسلامی کلچر ایک دوسرے کی ضد تھے اور یہی وجہ تھی کہ اسلام ہندوازم کے اندر ضم نہیں ہوا ۔بانیان پاکستان نے اسی دو قومی نظریہ کی وجہ سے تحریک پاکستان کی جدوجہد کا آغاز کیا۔اس جدوجہد کے اندر شرکت کرنے والے اکابرین کی ایک بہت طویل فہرست ہے۔ان سب کا اس ارٹیکل کے اندر احاطہ کرنا بہت مشکل ہے ۔ذیل میں تحریک پاکستان کے اہم اکابرین وعلماء کرام کا تعارف اور خدمات پیش کی جارہی ہے۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کی خدمات:

قائداعظم نے اپنی ساری کوشش مسلمانوں کو متحد اور منظم کرنے کے لئے وقف کر دی۔وکالت چھوڑ دی دن رات قوم کے کاموں میں لگے رہتے تھے۔ان مصائب کے دور نے مسلمانوں میں بھی یہ احساس پیدا کر دیا تھا وہ گروہ در گروہ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے تھے قائداعظم ملک بھر کے دورے کر رہے تھے اور مسلمانوں کو جگا رہے تھے اور مسلمانوں کو بتا رہے تھے کہ اب وقت آگیا ہے کہ اپنا سارا وقت اور ساری طاقت اپنی تنظیم اور قوت بڑھانے میں صرف کر دو۔تم اپنے آپ پر بھروسہ کرو اور اپنی قسمت خود بناؤ۔ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بتایا کہ ہماری قوم کو ایسے افراد کی ضرورت ہے جن کا ایمان پکا اور سچا ہو اور جس بات کو حق سمجھتے ہوں اسے منوانے کے لیے تن تنہا جنگ کرنے کو تیار ہوں اور چاہے ساری دنیا ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔آپ نے مسلمانوں کو وقت کی سنگینی سے آگاہ کیا اور بتایا کہ قوم بغیر محنت اور قربانی کے کچھ نہیں حاصل کر سکتی۔

آپ نے قوم کے طالب علموں کو بھی اعلیٰ اخلاق سے مزین ہونے اور چال چلن کو درست رکھنے کا درس دیا آپ نے اساتذہ کو سمجھایا کہ آپ کے فرائض بہت اہم ہیں۔ آپ نے قوم کے نونہال طالبعلموں کے ذہنوں کے اندر ریاست مدینہ کے طرز کی اسلامی فلاحی ریاست کے لیے جدوجہد کرنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔چنانچہ اس موقع پر آپ نے مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"پاکستان کے تصور کو خواب مسلمانوں کے لیے ایک عقیدہ کی حیثیت رکھتا ہے مسلمانوں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے ان کی حفاظت ، نجات اور تعمیر کا راز اس میں مضمر ہے اس سے یہ آواز از عالم میں گونجے گی کہ دنیا میں ایک ایسی مملکت بھی ہے جو اسلام کی گزشتہ عظمت کو از سر نو زندہ کرے گی۔"1

دوسری جگہ فرمایا؛

"پاکستان کا مطلب یہ نہیں کہ ہم غیر ملکی حکومت سے آزادی چاہتے ہیں۔اس سے حقیقی مراد مسلم آئیڈیالوجی ہے جس کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔ ہم نے صرف اپنی آزادی حاصل نہیں کرنی ہم نے اس قابل بھی بنا ہے کہ ہم اس کی حفاظت بھی کر سکیں۔ اور اسلامی تصورات اور اصولات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔"2

قائد اعظم محمد علی جناح نے قوم کے نونہال طالبعلموں کے دلوں میں دو قومی نظریے کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے لیے ایک موقع پر فرمایا:

مسلمان اور ہندو قوموں میں صرف مذہب کا ہی اختلاف نہیں بلکہان کا کلچر ایک دوسرے سے الگ ہے مسلمانوں کا دین دیتا ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اور مکمل ضابطہ حیات دیتا ہے تمام مسلمان اس ضابطہ کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔"3

انگلستان سے واپسی کے بعد قائد اعظم کا ایک مشن تھا کہ قوم کو جو بکھری ہوئی ہے اس کو یکجا کیا جائے اور مسلمانوں کو متفقہ طور پر ایک پلیٹ فارم پر مل کر جدوجہد کرنی چاہیے۔ آپ ایک دلیر اور نڈر انسان تھے اور بغیر کسی توپ اور تفنگ کی قوم کے لیے بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکر لینے کے لیے تیار تھے۔ قائد اعظم نے اپنی ساری کوشش مسلمانوں کو متحد اور منظم کرنے کے لئے وقف کر دی۔ وکالت چھوڑ دی دن رات قوم کے کاموں میں لگے رہتے تھے۔ان مصائب کے دور نے مسلمانوں میں بھی یہ احساس پیدا کر دیا تھا وہ گروہ در گروہ مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے تھے قائد اعظم ملک بھر کے دورے کر رہے تھے اور مسلمانوں کو جگا رہے تھے اور مسلمانوں کو بتا رہے تھے کہ اب وقت آگیا ہے کہ اپنا سارا وقت اور ساری طاقت اپنی تنظیم اور قوت بڑھانے میں صرف کر دو۔ تم اپنے آپ پر بھروسہ کرو اور اپنی قسمت خود بناؤ۔ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بتایا کہ ہماری قوم کو ایسے افراد کی ضرورت ہے جن کا ایمان پکا اور سچا ہو اور جس بات کو حق سمجھتے ہوں اسے منوانے کے لیے تن تنہا جنگ کرنے کو تیار

ہوں اور چاہے ساری دنیا ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ آپ نے مسلمانوں کو وقت کی سنگینی سے آگاہ کیا اور بتایا کہ قوم بغیر محنت اور قربانی کے کچھ نہیں حاصل کر سکتی۔

آپ نے قوم کے طالب علموں کو بھی اعلیٰ اخلاق سے مزین ہونے اور چال چلن کو درست رکھنے کا درس دیا آپ نے اساتذہ کو سمجھایا کہ آپ کے فرائض بہت اہم ہیں۔ آپ نے قوم کے نونہال طالبعلموں کے ذہنوں کے اندر ریاست مدینہ کے طرز کی اسلامی فلاحی ریاست کے لیے جدوجہد کرنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر آپ نے مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"پاکستان کے تصور کو خواب مسلمانوں کے لیے ایک عقیدہ کی حیثیت رکھتا ہے مسلمانوں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے ان کی حفاظت ، نجات اور تعمیر کا راز اس میں مضمر ہے اس سے یہ آواز از عالم میں گونجے گی کہ دنیا میں ایک ایسی مملکت بھی ہے جو اسلام کی گزشتہ عظمت کو از سر نو زندہ کرے گی۔"4

دوسری جگہ فرمایا؛

"پاکستان کا مطلب یہ نہیں کہ ہم غیر ملکی حکومت سے آزادی چاہتے ہیں۔اس سے حقیقی مراد مسلم آئیڈیالوجی ہے جس کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔ ہم نے صرف اپنی آزادی حاصل نہیں کرنی ہم نے اس قابل بھی بنا ہے کہ ہم اس کی حفاظت بھی کر سکیں۔ اور اسلامی تصورات اور اصولات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔"5

قائد اعظم محمد علی جناح نے قوم کے نونہال طالبعلموں کے دلوں میں دو قومی نظریے کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے لیے ایک موقع پر فرمایا:

مسلمان اور ہندو قوموں میں صرف مذہب کا ہی اختلاف نہیں بلکہان کا کلچر ایک دوسرے سے الگ ہے مسلمانوں کا دین دیتا ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اور مکمل ضابطہ حیات دیتا ہے تمام مسلمان اس ضابطہ کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں6

قائد اعظم ملک بھر کے دورے کر رہے تھے اور مسلمانوں کو جگا رہے تھے اور مسلمانوں کو بتا رہے تھے کہ اب وقت آگیا ہے کہ اپنا سارا وقت اور ساری طاقت اپنی تنظیم اور قوت بڑھانے میں صرف کر دو۔ تم اپنے آپ پر بھروسہ کرو اور اپنی قسمت خود بناؤ۔ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو بتایا کہ ہماری قوم کو ایسے افراد کی ضرورت ہے جن کا

ایمان پکا اور سچا ہو اور جس بات کو حق سمجھتے ہوں اسے منوانے کے لیے تن تنہا جنگ کرنے کو تیار ہوں اور چاہے ساری دنیا ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ آپ نے مسلمانوں کو وقت کی سنگینی سے آگاہ کیا اور بتایا کہ قوم بغیر محنت اور قربانی کے کچھ نہیں حاصل کر سکتی۔

آپ نے قوم کے طالب علموں کو بھی اعلیٰ اخلاق سے مزین ہونے اور چال چلن کو درست رکھنے کا درس دیا آپ نے اساتذہ کو سمجھایا کہ آپ کے فرائض بہت اہم ہیں۔ آپ نے قوم کے نونہال طالبعلموں کے ذہنوں کے اندر ریاست مدینہ کے طرز کی اسلامی فلاحی ریاست کے لیے جدوجہد کرنے کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر آپ نے مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا؛

"پاکستان کے تصور کو خواب مسلمانوں کے لیے ایک عقیدہ کی حیثیت رکھتا ہے مسلمانوں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے ان کی حفاظت، نجات اور تعمیر کا راز اس میں مضمر ہے اس سے یہ آواز از عالم میں گونجے گی کہ دنیا میں ایک ایسی مملکت بھی ہے جو اسلام کی گزشتہ عظمت کو از سر نو زندہ کرے گی۔"7

دوسری جگہ فرمایا؛

"پاکستان کا مطلب یہ نہیں کہ ہم غیر ملکی حکومت سے آزادی چاہتے ہیں۔ اس سے حقیقی مراد مسلم آئیڈیالوجی ہے جس کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔ ہم نے صرف اپنی آزادی حاصل نہیں کرنی ہم نے اس قابل بھی بنا ہے کہ ہم اس کی حفاظت بھی کر سکیں۔ اور اسلامی تصورات اور اصولات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔"8

قائد اعظم محمد علی جناح نے قوم کے نونہال طالبعلموں کے دلوں میں دو قومی نظریے کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے لیے ایک موقع پر فرمایا:

مسلمان اور ہندو قوموں میں صرف مذہب کا ہی اختلاف نہیں بلکہان کا کلچر ایک دوسرے سے الگ ہے مسلمانوں کا دین دیتا ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اور مکمل ضابطہ حیات دیتا ہے تمام مسلمان اس ضابطہ کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں"9

انگلستان سے واپسی کے بعد قائد اعظم کا ایک مشن تھا کہ قوم کو جو بکھری ہوئی ہے اس کو یکجا کیا جائے اور مسلمانوں کو متفقہ طور پر ایک پلیٹ فارم پر مل کر جدوجہد کرنی چاہیے۔ آپ ایک دلیر اور نڈر انسان تھے اور بغیر کسی توپ اور تفنگ کی قوم کے لیے بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکر لینے کے لیے تیار تھے۔

دو قومی نظریہ اور قائداعظم:

قیام پاکستان محض ایک حادثہ نہیں بلکہ اس کے پیچھے برصغیر کی ایک ہزار سالہ تاریخ ہے ایسے تمام عوامل جو قیام پاکستان کا باعث بنے ایک ہزار سال کی تاریخ میں بکھرے پڑے ہیں۔ان اسباب نے شروع شروع میں نہ صرف مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی بستیوں کو جو جگہ جگہ منتشر تھی متحد رکھا بلکہ ان میں یہ احساس بھی پیدا کر دیا کہ وہ اس دنیا میں پھیلی ہوئی پوری امت اسلامیہ کا ایک حصہ ہیں جس کی اپنی علیحدہ حیثیت ہے۔ان عوامل میں یہ احساس کہ ان کا واسطہ ایسی اکثریت سے ہے جو متضاد خصوصیات کی حامل ہے پیش پیش رہا۔وہ ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتے تھے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ احساس شدید ہوتا گیا اور اس میں مسلمانوں کی حکومت پر انگریزوں کے قبضے کے بعد جو حالات پیدا ہوئے انہوں نے اس میں اضافہ کر دیا۔علامہ محمد اقبال کے پیش کردہ دو قومی نظریے کو قائد اعظم محمد علی جناح نے بھرپور طریقے سے آبیاری کی۔اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں اور سیاسی بصیرت سے پوری قوم کو اس مقصد کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار کیا۔چنانچہ جب مسلمانوں نے برصغیر میں ایک قوم کی حیثیت سے پاکستان کا نظریہ پیش کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ اس خطے کے مسلمان اپنے لئے ایک علیحدہ خود مختار اسلامی ریاست حاصل کریں جہاں وہ اپنی مذہبی، تہذیبی، معاشرتی، ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی زندگی اپنے اصولوں کے مطابق گزار سکیں اور ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اپنے برصغیر پاک وہند میں دو قومی نظریہ ہے ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا تھا مگر ہندو اپنی معتصبانہ سوچ کی وجہ سے اس کی مخالفت کر رہے تھے لیکن ان ہندوؤں کے بھی صاحب بصیرت لوگ اس حقیقت سے آشنا تھے۔یکم فروری 1940 کو این سی دت کا ایک بیان اخبار مدینہ بجنور میں شائع ہوا یہ کانگریس کمیٹی کے رکن تھے انہوں نے کہا:

"میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جب تک مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک الگ قوم کی حیثیت نہیں دی جاتی اس وقت تک ہندوستان میں امن وامان قائم نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ میں متحدہ قومیت کی کوششوں کو سراب کے لفظ سے تعبیر کرتا ہوں۔بہر حال اگر یہ چیز بھی جلد طے ہو جائے تو کچھ برا نہیں۔یوگوسلاویہ کے کروٹ اور سرب کی طرح اگر ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں میں بھی بحیثیت فرقہ کے نہیں بلکہ بحیثیت دو قوموں کے سمجھوتہ ہو جائے اور مسلم اکثریت کے علاقوں میں ہندو اکثریت کے علاقے اگر مداخلت نہ کریں اور ہندو اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں

مداخلت نہ کریں اور ہندوستان کا اجتماعی مفاد محفوظ رہ سکتا ہے اس لیے اب ہمیں پاکستان کے خواب سے خوفزدہ یا ڈرنا نہ چاہئے "10

2 فروری 1940ء کے اخبار مرہٹہ میں لالہ لاجپت کا ایک خط سی ار راس کے نام شائع ہوا اس نے انہوں نے کہا:

"میں نے اپنے وقت کا بیشتر حصہ اسلامی تاریخ اور اسلامی قوانین کے مطالعے میں صرف کیا ہے اور اس سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہندو مسلم اتحاد ایک محال اور نا قابل عمل چیز ہے۔ میں ہندوستان کے ساتھ کروڑ مسلمانوں سے خائف نہیں لیکن ان کے ساتھ افغانستان و سطی ایشیا، عرب، عراق اور ترکی کے مسلم لشکروں کی تاب نہ لا سکے گے "11

دراصل قائد اعظم ابتدا میں ہندو مسلم اتحاد کے پرزور حامی تھے۔ لیکن سب اپنے ہندو رہنماؤں اور عام عوام کا مسلمانوں کے ساتھ رویہ دیکھا تو آپ نے یہ جان لیا کہ مسلمان اور ہندو کبھی بھی متحد ہو کر نہیں رہ سکتیں جو ہر لحاظ سے ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ اگر ہم نے انگریز سے آزادی حاصل کر بھی مستقل طور پر ہندووں کے غلام رہیں گے۔ وسائل کو بروئے کار لا کر ہے خوشحال معاشرہ قائم کریں۔

بانی پاکستان کی اسلامی فلاحی ریاست کے حصول کے لیے تقاریر:

اس بات میں کسی شک کی گنجایش نہیں ہے کہ بانی پاکستان کی تحریک کا مقصد ایک اسلامی فلاحی ریاست کا حصول ہی تھا جس کے لیے انہوں نے اپنی جدوجہد کی۔ اور ملک پاکستان کو اس عظیم کلمہ طیبہ کی بنیاد پر ہی وجود میں لایا گیا جس کے اوپر پوری قوم نے متحد ہو کر بانی پاکستان کی قیادت میں مقاصد کے حصول کے لیے اپنی مخلصانہ جدوجہد جاری رکھیں اگر قائد اعظم کی تقاریر کا بغور مطالعہ کیا جائے خصوصاً جو انہوں نے تعلیمی اداروں میں نوجوان نسل کے ساتھ آپ نے تقاریر کیں اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے قائد اعظم کی منزل ایک ایسی ریاست کا اصول تھا جو ریاست مدینہ سے مماثلت رکھتی ہو اور اس کے اقدار کے مطابق نئی نسل کو پروان چڑھنے کے مواقع دیے جائیں۔

علامہ محمد اقبال اور اسلامی ریاست کا تصور:

29دسمبر1930ء کو مسلم لیگ کا21واں سالانہ اجلاس الہ آباد میں علامہ محمد اقبال کی صدارت میں منعقد ہوا۔علامہ محمد اقبال نے جلسے میں وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جو لہجے کی صداقت، زبان کی دلفریبی، خیالات کی وسعت وبلندی اور سیاسی مطالب کی فراوانی کے اعتبار سے ایک بے مثال دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

خطبہ الہ آباد:

"ہندوستان ایک چھوٹا سا ایشیا ہے۔ اس کی آبادی کے ایک بڑے حصے کی ثقافت وسطی اور مغربی ایشیا کی قوموں سے ملتی جلتی ہے اور ایک حصے کی ثقافت مشرقی ایشیا کی قوموں سے مماثل ہے۔ہندوستان میں باہمی تعاون کا کوئی اصول دریافت کر لیا جائے تو اس سے قدیم سرزمین میں امن وامان اور اور باہمی خیر سگالی کا جذبہ پروان چڑھے گا اور ایشیا کا سیاسی مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

۔دین اسلام انسان کی وحدت کو روح اور مادے کی ناقابل مصلحت ثنویت یادوائی میں منقسم نہیں کرتا۔اسلام میں خدا اور کائنات، روح اور مادہ، کلیسا اور ریاست باہم مربوط ہیں۔ اسلامی دینی نصب العین بنیادی طور پر اسلام کے معاشرتی نظام سے تعلق رکھتا ہے ان میں سے ایک مسترد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا بھی مسترد کر دیا گیا ہے۔ چناچہ قومی بنیادوں پر ایک نظام سیاست کی تشکیل کا مطلب یہ ہے کہ اس اسلامی اصول جمیعت کی جگہ لے لے تو یہ بات مسلمانان ہند کے لیے ناقابل قبول تصور ہے یہ معاملہ موجودہ حالات میں مسلمانوں سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ اسلام ایک خاص قسم کے نظام سیاست اور اسلامی اخلاقی نصب العین کا امتزاج ہے۔ اس نے برصغیر کے مسلمانوں کی زندگی پر بہت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں اور انہیں احساسات اور وفاداریاں مہیا کی ہیں جن سے بھرے ہوئے افراد اور گروہ واضح اور معین قوم کی حیثیت سے اختیار کر لیتے ہیں اور ایک منفرد اخلاقی شعور کے مالک بن جاتے ہیں۔ علامہ اقبال نے جو مطالبات آل پارٹیز کانفرنس میں پیش کیے گئے تھے ان کی تائید کرتے ہوئے فرمایا: پنجاب شمال مغربی سرحدی صوبہ سندھ اور بلوچستان کو مدغم کر کے ایک مسلم ریاست کی صورت میں دیکھنا پسند کروں گا۔ حکومت برطانیہ کے ماتحت ہو یا آزاد۔ایک مضبوط شمال مغربی ہندی مسلم لیگ کی تشکیل مجھے کم از کم شمال مغربی ہند کے

مسلمانوں کی آخری منزل نظر آتی ہے۔ تجویز پہلے کانگریسی رہنماوں کے سامنے بھی پیش کی گئی تھیں لیکن اس سے اس بنا پر رد کر دیا گیا کہ یہ اتنی بڑی ریاست ہو گی جس کا نظم و نسق چلانا مشکل ہو جائے گا اور تقریبا ناممکن ہو گا۔
اسلام اور اس کی ثقافتی قوت کی بقا کا دارومدار اسے ایک مخصوص علاقے میں مرتکز کرنے پر ہے۔ یہاں میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ہندوستان اور اسلام کے بہترین مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک مربوط مسلم ریاست قائم کی جائے اس سے ہندوستان میں طاقت کا اندرونی توازن سلامتی کا پیامبر ہو گا۔ اور اسلام کو ایک موقع میسر آئے گا کہ وہ اپنے قانون اور اپنی تعلیم و ثقافت کو حرکت میں لے آئے اور انہیں اپنی اصل روح اور زمانے کے روح کے قریب لے آئے 12"۔

اسلامی ریاست کا تصور اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ:

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ دو قومی نظریے پر پوری شدومد سے کاربند تھے۔ آپ دو قومی نظریہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ ہندوستان میں اس وقت جو سیاسی کشمکش برپا ہے اس میں میرے نزدیک اس اس کی اصل وجہ دونوں قوموں عقیدہ اور تہذیب و ثقافت میں ایک اختلاف ہے۔ جس کو سمجھے بغیر صرف متحدہ ہندوستان میں رہنے کی رٹ لگائے رکھنا انتہائی جاہلانہ اقدام ہے۔ مسلمان ایک الگ قومیت کی خصوصیات رکھنے والی قوم ہے اور اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر امن ناممکن ہے۔ یہ سب آنے والے خطرات سے آنکھ چرانے سے مترادف تھا جس کی علامہ شبیر احمد عثمانی نے ڈٹ کر مخالفت کی اور دو قومی نظریے پر ڈٹے رہے۔
مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے قیام پاکستان سے ایک سال قبل لاہور کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا کہ "ہمارا عقیدہ ہے کہ تقدیر نے ہمیں پاکستان کے تحفظ کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور یہ چیز آئندہ نسلوں کو انعام میں ملے گی"۔ 13 آئین پاکستان کو مذہبی طور پر اجاگر کرنے کے لئے مولانا شبیر احمد عثمانی نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھی کوششیں جاری رکھیں بلکہ یہاں تک کہ علامہ نے 1949ء میں ہر قسم کے آئین کی بنیادوں کے لیے قراردادیں منظور کرانے میں اور محنت صرف کی۔

سردار عبدالرب نشتر:

آزادی کی تحریک کی جدوجہد میں سردار عبدالرب نشتر کا شمار بزرگ اکابرین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے پوری ایمانداری اور پوری قوت سے جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا۔ یہ اعزاز بھی ان کے حصے میں آتا ہے کہ برصغیر میں مقامی لوگوں پر

مشتمل عبوری حکومت کے لیے عبدالرب نشتر کو ہی چنا گیا۔ مولانا عبدالرب نشتر کو جوانی سے ہی آزادی کی سیاسی تحاریک سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ اس لیے انہوں نے آزادی سے متعلق جلسوں اور سیاسی اجتماعات میں زور و شور سے حصہ لینا شروع کر دیا۔ جہاں لوگ آپ کے بیانات سننے میں دلچسپی ظاہر کرتے تھے۔ آپ اپنی بصیرت اور کوشش کی وجہ سے جناب قائداعظم کے قریب خاص جگہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

جنگ عظیم اول کے اختتام پر برصغیر پاک وہند میں تحریک خلافت شروع ہوئی۔ تب اس وقت سرحدی صوبہ کی عوام نے دل کھول کر حصہ لیا۔ سردار صاحب اس وقت تعلیم حاصل کر رہے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے جلسے جلوسوں میں عملی طور پر حصہ لیا۔ آپ ممبر 1927ء کو برصغیر میں سائمن کمیشن کی تشکیل دیا تو تحریک خلافت اور کانگریس کے کئی معتدل مزاج رہنما بھی مذکورہ کمیشن کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کیا۔ یہ کمیشن جس شہر بھی جاتا سیاہ جھنڈوں سے استقبال ہوتا سردار عبدالرب نشتر اور ان کے رفقاء بھی اس کمیشن کے خلاف تھے۔ لہٰذا جب اس کمیشن کی پشاور میں آمد ہوئی تو سیاہ جھنڈوں سے زبردست مظاہرہ کیا گیا اور ایک جلسے کا انتظام کیا گیا۔ اس تمام کارروائی میں سردار صاحب نے بڑا کلیدی اور اہم کردار ادا کیا۔

لیاقت علی خان اور تحریک پاکستان:

لیاقت علی خان نے 1923ء میں مسلم لیگ کی رکنیت قبول کی۔ اس طرح لیاقت علی خان کو سیاسی افکار کے اظہار کے لیے میدان میسر آیا۔ جہاں پر لیاقت علی خان نے مسلمانوں کے لیے ڈٹ کر پاکستان کا مؤقف بیان کیا ۔

جب برطانوی سامراج نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ملک ہندوستان کو تقسیم کیا جائے۔ اس موقع پر لیاقت علی خان نے وائسرائے سے واضح کہا تھا کہ افواج ہند میں مسلمان ہند کی تعداد زیادہ نہ ہے۔ اس لیے تقسیم کے وقت تمام اسلحہ ہندوستان کو مل جائے گا اس کے لیے انہوں نے تجاویز بھی پیش کیں مگر کسی نے ان تجاویز کا اہمیت نہ دی۔ اور ہندوؤں کی طرف سے چالبازیوں کا چکر چلتا رہا۔ یوں 3 جون 1947ء کو

مذکورہ پلان من و عن قبول کر لیا گیا اور چ14 اگست 1947ء کو برصغیر کے ٹکڑے کر کے پاکستان اور ہندوستان بنا دیے گئے۔

قیامِ پاکستان کے بعد خدمات:

لاکھوں انسانوں کا خواب پاکستان جب شرمندہ تعبیر ہوا تو لیاقت علی خان بھی ان افراد اور رہنماؤں میں شامل تھے جو اس کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے اپنی خدمات پیش کر رہے تھے۔ لیاقت علی خان پاکستان کا ایک آئین چاہتے تھے، ان کی شدید خواہش تھی کہ جو بھی آئین بنے اس میں قرآن اور اسلام کی اساس موجود ہو۔ انہوں نے آئین کے لئے جو کام کیا اسے آئین ساز اسمبلی خوشی سے قبول کر لیا۔ اور وہ کام بعد میں قرارداد مقاصد کے طور پر مشہور ہوا ۔16 اکتوبر 1951ء کو راولپنڈی میں اپنی ایک خطاب کے دوران آپ کو گولی لگی جس سے آپ شہید ہو گئے پاکستان کے لئے آپ کی گراں قدر خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

مولانا محمد علی جوہر:

مولانا محمد علی جوہر تحریک پاکستان کے اہم اکابرین میں شامل ہیں۔ تحریک آزادی ہند میں اس تحریک کے بانیوں کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں سب سے پہلے مولانا محمد علی جوہر میر کارواں کی حیثیت سے نظر آتے ہیں مولانا محمد علی جوہر اور ان کے بھائی مولانا شوکت علی برصغیر کی آزادی کے لیے مسلمانانِ وطن کی قیادت کا آغاز کیا تھا۔ ان دونوں رہنماؤں نے آل انڈیا کانگریس کی حدود میں رہ کر اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں اور یہ رہنما مسلم لیگ اور کانگریس دونوں جماعتوں میں شامل رہے۔ تحریک خلافت اور ترک کے مواصلات تحریکوں کے سلسلے میں مولانا محمد علی جوہر کا کردار ایک مثالی کردار تھا اور آپ ہی کی کوششوں نے دس کروڑ عوام کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت سے مسلم لیگ کے اندر جان ڈال دے۔ مولانا محمد علی جوہر علی گڑھ یونیورسٹی کے بانیوں میں سے تھے اور کوئی ایسا واقعہ اس دور میں پیش

نہیں ہوا جس میں مولانا کی شخصیت کا دخل نہ ہو۔ مولانا محمد علی جوہر کی شخصیت ایک تاریخ ساز شخصیت ہے۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بہت نمایاں کردار ادا کیا۔

پیر سید جماعت علی شاہ:

ہندو قوم ہماری سالہا سال کی آزمائی ہوئی ہے۔ ان سے یہ توقع رکھنا کہ ہمارے ساتھ دوستی رکھے گی ہمارے ساتھ اتحاد و یگانگت سے رہے گی بالکل فضول اور لاحاصل ہے۔ ان سے بہتری کی امید رکھنا یا دوستی اور اتفاق کی توقع رکھنا ارشاد باری تعالی کے خلاف ہے"۔

"پیر جماعت علی شاہ پیر جماعت علی شاہ صاحب نے اپنے مریدوں سے عہد لیا تو تحریک پاکستان کی جدوجہد میں اپنے بھرپور کوشش کریں گے۔ اور ان صاف اور واضح طور پر بتادیا گیا کہ جو پاکستان کو اپنی منزل نہیں بنائے گا میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ ایک اور مقام پر جمعیت علما اسلام کے اہم اجلاس میں اپنے خطاب کے دوران آپ نے واضح طور پر کہا۔ "حکومت اور کانگریس دونوں کان کھول کر سن لیں۔ اب مسلمان جاگ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی منزل مقصود متعین کرلی ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت ان کے مطالبہ پاکستان کو نہیں دبا سکتی۔ 1946ء میں سنی کانفرنس کے دوران آپ نے اخبارات میں فتوی شائع کرائے کہ جو شخص مسلم لیگ کو ووٹ نہیں دے گا اس کا جنازہ مت پڑھو۔ اور اسے اپنے قبرستان میں مت دفن ہونے دو۔"14

پیر آف مانکی شریف:

پیر صاحب اپنے بیانات کے ذریعے عوام کو مسلمانوں کے باہمی اتحاد کی ضرورت پر زور دیتے ہر مسلمان کو ہر طرح کی جدوجہد کے لئے تیار کرتے۔ تاکہ مسلمان عزت اور سکون کے ساتھ اسلامی قوانین کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ پیر آف مانکی شریف نہ صرف خود بلکہ اپنے مریدین کو بھی تحریک پاکستان میں بھرپور طریقے سے شرکت کرنے کی

ترغیب دیتے۔ پیر آف مانکی شریف کی سیاسی اور عملی کوششوں سے سرحد کے مسلمانان میں مسلم لیگ کا نصب العین بالکل واضح ہو گیا تھا۔ بعد از قیام پاکستان جب صوبہ سرحد کے بارے میں فیصلہ ہونا تھا تو پیر آف مانکی شریف نے سرحد کے عوام کو سیدھی راہ سمجھائی اور انہوں نے ریفرینڈم میں حصہ لے کر ارض پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ دے دیا۔ اس ریفرنڈم میں کامیابی کے لئے پیر صاحب نے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لا کر حصہ لیا۔

1 بانیان پاکستان کی ایک طویل فہرست ہے ان سب کا اس ارٹیکل میں احاطہ مشکل ہے۔ تاہم چند اہم شخصیات کے نام لکھنا ضروری ہیں جن میں

محترمہ فاطمہ جناح، بیگم رعنا لیاقت، فضل الحق، سر سید احمد خاں، محمد ظفر اللہ خاں، چوہدری رحمت علی، نواب بہادر یار جنگ، مولانا شوکت علی، خواجہ ناظم شامل ہیں۔

الغرض بانیان پاکستان کا قیام کا مقصد ہی ریاست مدینہ کی طرز کی حکومت قائم کرنا تھا جہاں پر مسلمان اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے تحت گزار سکیں۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے دیکھ لیا تھا کہ خلافت عثمانیہ کے بعد آپ مسلمانوں کے پاس کوئی ایسی مملکت باقی نہیں بچی جہاں پہ اسلام کا قانون چلتا ہے۔ خاص طور پر ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے اسلامی شعار کے مطابق زندگی گزارنا انتہائی دشوار تھا۔ ہندو اور مسلمانوں کی تمام مذہبی رسومات ثقافت تہذیب اور طرز زندگی ایک دوسرے کی ضد تھی۔ اس سے آئے روز مذہبی فسادات ہوتے رہتے تھے جس سے مسلمان قلیل تعداد میں ہونے کی وجہ سے بھاری نقصان اٹھاتے تھے۔ ہندو معاشرہ توہم پرستی میں جکڑا ہوا تھا جبکہ اسلام توحید کا علمبردار تھا۔ ہندو کے اندر گائے کو مقدس جانا جاتا تھا اور مسلمانوں کے نزدیک گائے کی قربانی جائز تھی۔ لہذا اس تہذیبی و مذہبی اختلاف کی وجہ سے آئے روز فسادات ہوتے رہتے تھے۔ ان حالات و واقعات نے مسلمانوں کو ایک آزاد اسلامی فلاحی ریاست حاصل کرنے کی تحریک پیدا کی جہاں پہ اسلامی طرز زندگی اختیار کرنے پر کوئی قدغن نہ ہو بلکہ حکومت سہولیات فراہم کرے۔

خلاصہ بحث:

برصغیر پاک و ہند میں جہاں مسلمانوں نے تقریبا آٹھ سو سال تک حکومت کی۔ہندوستان کے اندر مسلمان قوم نے اپنی تہذیب و ثقافت اور اقتدار کا نہ صرف تحفظ کیا بلکہ اس کو نئی نسل تک منتقل بھی کیا۔ہندوستان وہ ملک تھا جہاں پر جو بھی تہذیب و ثقافت اور مذہب آیا وہ ہندوستانیوں کے رنگ میں ڈھل گیا۔لیکن قوم مسلم جس کی فکری اساس اسلام اور قرآنی احکامات پر ہے۔وہ قوم جس میں رنگ و نسل کی تمیز کے بغیر مساوات اور بھائی چارے کا درس عام ہے ۔دین اسلام ساری دنیا کی اقوام کو دو قومیں شمار کرتا ہے۔قوم مسلم دنیا کے جس علاقے،رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والا مسلمان جو کہ عقیدہ توحید و رسالت کو مانتا ہے وہ ایک قوم شمار ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں دوسری قوم کافرین ہے جس میں تمام اقوام اور مذاہب کے لوگ شامل ہیں جو توحید و رسالت سے انکار کرتے ہیں۔

تحریک پاکستان ایک ایسا موضوع ہے جس کے کئی پہلو اور گوشے ہیں اور ان میں ہر ایک فکری پہلو کی اپنی الگ تاریخ اور اہمیت ہے۔تحریک پاکستان میں مختلف اکابرین نے اپنے دائرہ کار کے اندر اس میں حصہ لیا خاص طور پر علماء اور صوفیائے کرام کی شمولیت کی وجہ سے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کو عروج ملا۔علماء کرام کی خدمات خصوصی طور پر قابل تحسین ہے۔اس کے علاوہ مولانا محمد علی کی صحافت اور علامہ محمد اقبال کی شاعری نے بھی مسلم قوم کی بیداری اور تحریک پاکستان کی کوششوں میں بہت نمایاں کردار ادا کیا۔برصغیر کے مسلمانوں کے اندر علیحدہ ریاست کے حصول کا نظریہ سب سے پہلے مصور پاکستان علامہ محمد اقبال نے پیش کیا اور اسے پایہ تکمیل تک بانیِ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے پہنچایا۔ان اکابرین پاکستان میں بعض اکابرین نے قیام پاکستان کے بعد بھی پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے خواب کے لیے جدوجہد جاری رکھیں۔پاکستان کو اپنے خوابوں کی تعبیر ریاست مدینہ بنانے کے لئے عملی جدوجہد کا موقع آیا تو بھرپور کردار نبھایا۔

اسلام دراصل دو قومی نظریہ کا تصور پیش کرتا ہے۔ جس کو سورۃ کافرون میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ برصغیر پاک وہند کے تحریک پاکستان کا بنیادی وجہ بھی دو قومی نظریہ تھا۔ جس کے تحت مسلمان اپنی تہذیب و ثقافت، اقدار اور روایات میں ہندو قوم سے بالکل مختلف تھے۔ ہندوستان کے اندر مسلمان اسلامی قوانین کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتے تھے۔ دین اسلام کے آفاقی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے لیے مسلمانوں نے برصغیر پاک وہند میں علیحدہ اسلامی فلاحی ریاست کے لیے جدوجہد کی۔ جس کا تصور سب سے پہلے علامہ اقبال نے پیش کیا۔ تحریک پاکستان کے مختلف مراحل سے گزرتی رہی ہیں اس میں سب سے اہم موڑ 23 مارچ 1940ء کی قرارداد کی منظوری تھا۔ اس قرارداد کی منظوری کے بعد مسلمانان برصغیر نے پاکستان کو منزل بنا کر بھرپور جدوجہد جاری رکھی۔ مسلمانان برصغیر نے ریاست مدینہ طرز کی ریاست حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کی قربانی پیش کی۔ آخر کار بفضل الٰہی 14 اگست 1947ء کو پاکستان دنیا کے نقشہ پر اسلامی فلاحی ریاست کے طور پر نمودار ہوا۔ تاہم اس نئی مملکت کو ریاست مدینہ کے طرز کی ریاست بنانے کے لیے کئی چیلنجز درپیش تھے۔ قیام پاکستان کے بعد اسلامی اصول و قوانین کے مطابق قانون سازی کے لئے علماء کرام نے بھی بہت اہم کردار نبھایا۔ تحریک پاکستان کے اکابر یناور علماء و مشائخ کی انتھک محنت کی وجہ سے دستور پاکستان کے اندر اسلامی طرز کی قانون سازی کی طرف اہم اقدامات سرانجام دیئے گئے۔ ان میں سب سے اہم قرارداد مقاصد ہے جو قیام پاکستان کا مقصد واضح کرتی ہے۔ یہ قرارداد مقاصد جو اکابرینِ پاکستان نے تیار کیا اور اسے منظور کرایا، یہ قرارداد اس بات کا ثبوت ہے کہ بانیان پاکستان کا علیحدہ مملکت کے حصول کا مقصد ریاست مدینہ کے طرز کی ریاست قائم کرنا تھا نہ کہ سیکولر اسٹیٹ۔ 1956,62, اور 1973ء کے دستور کا جائزہ لیا جائے تو اس میں کافی حد تک اسلامی قوانین شامل ہیں۔ 1973ء کا آئین جو ایک اسلامی آئین ہے۔ لیکن جہاں تک قانون کی اسلامی شقوں کے نفاذ کا تعلق ہے تو اس میں بہت سستی اور لاپرواہی سے کام کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ آج تک نہیں بن سکا ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں ساری قانون سازی اسلامی قوانین کے مطابق ہو اور اس پر مکمل عمل درآمد بھی کرایا جائے۔

پاکستان کو ریاست مدینہ ثانیہ بنانے کے لیے سفارشات:

1۔ پاکستان کو قرآن وسنت کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق چلایا جائے۔

2- نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان کا تحفظ کیا جائے اور نئی نسل تک منتقل کرنے کا مناسب بندوبست کیا جائے۔

3-امت مسلمہ کو متحد کیا جائے۔

4-معاشرتی برائیوں فحاشی بے حیائی اور اس طرح کی تمام برائیوں کا خاتمہ کر کے اسلامی معاشرہ تشکیل دیا جائے۔

5- نظام تعلیم کو تبدیل کر کے اسلامی اصولوں پر استوار کیا جائے۔ قرآن مجید اور عربی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جائے۔

6۔ریاست مدینہ کی تشکیل کے لئے معاشرتی برائیوں کا خاتمہ ضروری ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ اسلام میں حدود کو نافذ کیا جائے۔

7۔عدل وانصاف کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا اس لیے اسلامی فلاحی ریاست کے لئے ضروری ہے کہ عدل و انصاف ہر ایک کیلئے آسانی سے میسر ہو جس میں امیر اور غریب کا فرق نہ رکھا جائے۔

8۔ریاست پاکستان کو ثانی ریاست مدینہ بنانے کے لیے ضروری ہے کہ معیشت کو سود سے پاک کیا جائے جو کہ اللہ تعالی سے اعلان جنگ کے مترادف ہے۔ ہر قسم کے جوئے، سٹے بازی اور غیر اسلامی کاروبار کو بند کر دیا جائے۔

9۔ریاست مدینہ بنانے کے لئے پاکستان کے اندر سیاسی نظام کی تبدیلی بہت ضروری ہے۔ ایسا نظام حکومت لایا جائے جو ریاست مدینہ اور خلافت راشدہ کے نظام سے قریب تر ہو جو کہ مقالہ نگار کے نزدیک صدارتی نظام ہے۔

10۔ مغربی جمہوریت سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کیا جائے جس میں افراد کو گنا تو جاتا ہے لیکن تولا نہیں جاتا۔

11۔ تمام مسلمانوں کے اندر باہمی رواداری کو فروغ دیا جائے اور فرقہ واریت سے چھٹکارا پایا جائے۔ باہمی اتحاد و محبت ریاست مدینہ کی اہم خصوصیات میں سے ایک ہے۔

12۔ 1973ء کا آئین ایک اسلامی آئین ہے اس کے نفاذ میں سستی برتی جا رہی ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس آئین کی تمام اسلامی دفعات پر من و عن عمل کرایا جائے۔

13۔ میڈیا کسی بھی ریاست کا اہم ستون ہوتا ہے اس لئے میڈیا کے اندر اسلامی اصول و قواعد کی پابندی کی جائے۔

14۔ ریاست مدینہ کے اندر میرٹ کا سسٹم رائج تھا جس سے پاکستان کے اندر بھی لاگو کیا جائے اور رشوت اور سفارش سے ترقیوں کا سلسلہ روکا جائے۔

15۔ ریاست پاکستان کا آئین 1973ء کی شق نمبر 62، 63 کی اہلیت کے حامل صادق اور امین ممبران اسمبلی کا انتخاب کیا جائے۔

مصادر و مراجع:

1۔ تقریر پنجاب مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس مارچ 1944) ہمارے قائداعظم از اعجاز احمد ص۔ 174

2۔ فرنٹیئر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے خطاب 1945ء

3۔ ہمارے قائدِ اعظم از اعجاز احمد؛ 27 دسمبر 1945 ایڈورڈ کالج پشاور میں تقریر۔

4۔ تقریر پنجاب مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس مارچ 1944) ہمارے قائداعظم از اعجاز احمد ص۔ 172۔

5۔ فرنٹیئر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے خطاب 1945ء۔

6۔ ہمارے قائدِ اعظم از اعجاز احمد؛ 27 دسمبر 1945 ایڈورڈ کالج پشاور میں تقریر۔

7۔ تقریر پنجاب مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس مارچ 1944) ہمارے قائداعظم از اعجاز احمد ص 171۔

8۔ فرنٹیئر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے خطاب 1945ء۔

9۔ ہمارے قائدِ اعظم از اعجاز احمد؛ 27 دسمبر 1945 ایڈورڈ کالج پشاور میں تقریر۔

10۔ مدینہ بجنور یکم فروری 1940ء بحوالہ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء کرام از حبیب اللہ۔

11۔ خبار مرہٹہ 2 فروری 1949ء بحوالہ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء کرام کا کردار از حبیب اللہ۔

12۔ اقبال تصور و قومیت اور پاکستان از ڈاکٹر تبسم کاشمیری، مکتبہ عالیہ لاہور۔

13۔ حیات محمد علی جناح۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی۔

14۔ سیرت امیر ملت صوفیائے نقشبند سہ ماہی العلم کراچی 6 جون '1974